www.paksights.com

(ا)

ترجمہ: "رسول نے مان لیا جو کچھ اس کی طرف اس کے رب کی طرف سے اترا اور مومنوں نے (بھی)، سب ایمان لائے اللہ پر، اور اس کے فرشتوں پر، اور اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے۔"

آیت مبارکہ کا موضوع: ایمانیات

تشریح:

اس آیت میں تفصیلات سے قطع نظر کر کے اسلام کے عقائد اور اسلامی طرز عمل کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے: اللہ کو، اس کے فرشتوں کو، اور اس کی کتابوں کا ماننا۔ اس کے تمام رسولوں کو تسلیم کرنا بغیر اس کے کہ ان کے درمیان فرق کیا جائے (یعنی کسی کو مانا جائے اور کسی کو نہ مانا جائے)۔ اور اس امر کو تسلیم کرنا کہ آخر کار ہمیں اس کے حضور میں حاضر ہونا ہے۔ یہ پانچ امور اسلام کے بنیادی عقائد ہیں۔ ان عقائد کو قبول کرنے کے بعد ایک مسلمان کے لئے صحیح طرز عمل یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے جو حکم پہنچے۔ اسے وہ بسر و چشم قبول کرے، اس کی اطاعت کرے، اور اپنے حسن عمل پر غرہ نہ کرے، بلکہ اللہ سے عفو و درگزر کی درخواست کرتا رہے۔

(ب)

ترجمہ: "بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز پرہیزگار ہے۔"

آیت مبارکہ کا موضوع: پرہیزگاری

تشریح:

اس آیت میں نوع انسانی کی وحدت کا نظریہ بیان کیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ اختلاف اقوام و قبائل کے باوجود بنی نوع انسان کا مورث اعلیٰ ایک ہے۔ لہٰذا ذات پات کوئی چیز نہیں۔ اس آیت نے نسل پرستی اور رنگ پرستی پر جس میں جاہلیت قدیم سے لے کر جاہلیت جدید تک ساری قومیں مبتلا رہی ہیں، پوری ضرب لگا دی ہے۔ یہ آیت واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کو آشکار کرتی ہے کہ اللہ کے ہاں شرف و عظمت کا معیار مدار تقویٰ پر ہے۔ نہ کہ نسلی و قومی عز و شرف پر اسلام نے انسانی آبادی کو صرف دو طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔ (۱) متقی، (۲) غیر متقی اس کے علاوہ اس کے ہاں امیر و غریب شریف و رذیل گورے کالے کی کوئی تقسیم سرے سے موجود ہی نہیں۔

(ج)

ترجمہ: "اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

Islamiyat Solved Paper 2010'
www.paksights.com

آیت مبارکہ کا موضوع: شرمگاہ کی حفاظت

تشریح:

"اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنا" کے دو مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ اپنے جسم کے قابل شرم حصوں کو چھپا کر رکھتے ہیں یعنی عریانی سے پرہیز کرتے ہیں اور اپنا ستر دوسروں کے سامنے نہیں کھولتے۔ دوسرا یہ کہ وہ اپنی عصمت وعفت کو محفوظ رکھتے ہیں یعنی صنفی معاملات میں آزادی نہیں برتتے اور قوت شہوانی کے استعمال میں بے لگام نہیں ہوتے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی خوبی بیان فرمائی ہے کہ:

وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا (الفرقان:٦٨)

اور وہ (رحمان کے بندے) بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا۔

حقیقی مومن اور مومنہ کی یہی صفت ہے کہ وہ اپنی عزت وناموس اور عصمت کی حفاظت کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو جنت کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھے ضمانت دے اس چیز کی جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور جو کچھ اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ مومنون میں صرف "شرمگاہ کی حفاظت" تک بات ختم نہیں کر دی بلکہ ازواجھم ماملکت ایمانھم کے الفاظ استعمال کر کے واضح کر دیا کہ وہ بیویاں جنکو نکاح کے بعد حاصل کرتے ہو اور وہ لونڈیاں جو تم کو مال غنیمت میں جنگ کے بعد ملیں، ان سے تعلق قائم کرو تو یہ جائز تعلق ہوگا۔ آخر میں واضح کر دیا کہ اس کے علاوہ جو بھی طریقہ اختیار کرو گے وہ ناجائز ہوگا اور ایسا کرنے والے حد سے بڑھنے والے ہیں۔

(د)

ترجمہ: "اور ناپ تول میں پورا انصاف کرو۔"

آیت مبارکہ کا موضوع: ناپ تول کے متعلق احکام

تشریح:

لیتے وقت تو پورا ناپ کر لینا اور دیتے وقت ایسا نہ کرنا بلکہ ڈنڈی مار کر دوسرے کو کم دینا، یہ نہایت پست اور اخلاق سے گری ہوئی بات ہے۔ لہٰذا یہاں حکم دیا جا رہا ہے کہ تم نہ صرف اپنے ناپ پورے رکھو بلکہ ترازو بھی انصاف سے رکھو۔ کہیں پر کوئی کمی نہ ہو نہ تو کوئی میٹر یا گز سے ناپتے ہوئے کھینچ کر ناپو کہ ڈھیلا ہو جائے تو کپڑا یا کوئی بھی چیز کم ہو جائے۔ دوسرا جس چیز کو تول کر دینا ہو تو وہاں ترازو کے نیچے کوئی چیز لگانا۔ ہاتھ سے جھکا کر تولنا یا بازو کا وزن ڈال کر چیز کی طرف والا پلڑا جھکا دینا سب ناانصافی ہے۔ کیونکہ حضرت شعیبؑ کی قوم میں اسی خرابی کے باعث عذاب الٰہی نازل ہوا تھا اور انہیں بھی انصاف سے ترازو رکھنے کا حکم دیا گیا تھا فرمایا:

www.paksights.com

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ

اے قوم ناپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرو اور لوگوں کی چیزوں میں گھاٹا نہ ڈالا کرو۔

اُمت محمدیہ ﷺ کو بھی یہی تاکید فرمائی گئی۔

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ (الرحمٰن: ۹)

اور تول کو انصاف کے ساتھ قائم کرو اور تول میں گھاٹا نہ ڈالا کرو (ڈنڈی نہ مارا کرو)

وہ لوگ جو یہ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں اُن کے بارے میں انجام فرمایا:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ○ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ○ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ○

(المطففین: ۱، ۲، ۳)

ناپ تول میں کمی کرنے والوں پر عذاب ہے۔ یہ وہ ہیں کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں تو (اپنا گھر) پورا کر لیتے ہیں اور جب لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو ان کو گھاٹا پہنچاتے ہیں۔

(ب)

ترجمہ: "لوگو! محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول ﷺ اور خاتم النبیین ہیں"

آیت مبارکہ کا موضوع: خصوصیات نبوی ﷺ

تشریح:

اس آیت مبارکہ میں حضرت زید بن حارثہ جو لے پالک بیٹے تھے اُن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے معاشرے کی ایک بڑی برائی کو خاتمہ تک پہنچانا مقصود تھا اس لئے فرمایا کہ متبنیٰ (لے پالک) سگا بیٹا نہیں ہوتا اس لئے اس کی بیوی بھی بہو نہیں ہوتی یعنی اس کی شادی خاوند کے منہ بولے باپ سے ہو سکتی ہے۔ معاشرے میں یہ رسم بد پڑ چکی تھی کہ متبنیٰ کو جائیداد اور وراثت کے حقوق دینے کے ساتھ اس کی بیوی بھی محترم ٹھہرتی اور متبنیٰ کو سگے بیٹے پر فوقیت دی جانے لگی تو اللہ تعالیٰ نے کاری ضرب لگائی اور یہ رسم بد بھی حضور ﷺ کے ذریعے ختم کروائی اور حضرت زینبؓ جو حضرت زید بن حارثؓ کی مطلقہ تھیں اُن سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو نکاح کرنے کا حکم صادر فرمایا اور یہ ایک مشکل مرحلہ تھا کہ باپ اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرے حضور ﷺ کی دلی کیفیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ (الاحزاب: ۳۸)

جو اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں اپنے نبی کے لئے حلال کی ہیں ان میں نبی ﷺ پر کوئی حرج نہیں۔

علامہ ابن کثیر مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ کی تفسیر میں رقم کرتے ہے۔

www.paksights.com

"حضور ﷺ کی کوئی نرینہ اولاد بلوغت کو پہنچی ہی نہیں۔ حضرت خدیجہؓ کے بطن سے قاسم، طیب اور طاہر تین بچے تھے جو بچپن میں فوت ہو گئے۔ حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے ایک بیٹے ابراہیم تھے جو شیر خواری کے زمانہ میں انتقال کر گئے۔ حضرت خدیجہؓ سے چار بیٹیاں زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ، اور فاطمہؓ عنھا اجمعین تھیں۔ ان سے تین کا انتقال حضور ﷺ کی زندگی میں اور حضرت فاطمہؓ کا انتقال آپ ﷺ کے چھ ماہ بعد ہوا۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ: وخاتم مہر کو کہتے ہیں اور مہر آخری عمل ہی کو کہا جاتا ہے یعنی آپ ﷺ پر نبوت و رسالت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ آپ ﷺ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ نبی نہیں دجال و کذاب ہوگا۔ اس مضمون کی تفصیل عنوان "خاتم النبیین" کے تحت آ چکی ہے۔ حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر پوری امت کا اجماع و اتفاق ہے۔ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰؑ کا نزول ہوگا جو صحیح اور متواتر روایات سے ثابت ہے۔ تب حضرت عیسیٰؑ نبی کی حیثیت سے نہیں بلکہ نبی ﷺ کے امتی بن کر آئیں گے اس لئے ان کا نزول عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ یہ صرف نبی کریم ﷺ کے خصوصیات میں سے ہے کہ آپ ﷺ کو خاتم النبیین کا لقب ملا۔

(س)

ترجمہ: "وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام مذاہب پر غالب کر دے اور اگرچہ مشرکین اسے ناپسند ہی کریں۔"

آیت مبارکہ کا موضوع: اقامت دین

تشریح:

اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو جو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے، یہود و نصاریٰ اور مشرکین چاہتے ہیں کہ اپنے جدال و افترا سے اسے مٹا دیں۔ ان کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص سورج کی شعاعوں کو یا چاند کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دے۔ پس! جس طرح یہ ناممکن ہے۔ اسی طرح جو دین حق اللہ نے اپنے رسول کو دے کر بھیجا ہے اس کا مٹانا بھی ناممکن ہے۔ وہ تمام دینوں پر غالب آ کر رہے گا۔ جیسا کہ اگلے جملے میں اللہ نے فرمایا۔ کافر کے لغوی معنی ہیں چھپانے والا اسی لیے رات کو بھی "کافر" کہا جاتا ہے کہ وہ تمام چیزوں کو اپنے اندھیروں میں چھپا لیتی ہے۔ کاشت کار کو بھی "کافر" کہتے ہیں کیونکہ وہ غلے کے دانوں کو زمین میں چھپا دیتا ہے۔ گویا کافر بھی اللہ کے نور کو چھپانا چاہتے ہیں یا اپنے دلوں میں کفر و نفاق اور مسلمانوں اور اسلام کے خلاف بغض و عناد چھپائے ہوئے ہیں۔ اس لیے انہیں کافر کہا جاتا ہے۔ (ابن کثیر)

حضور ﷺ کی سچی خبریں اور صحیح ایمان اور نفع والا علم یہ ہدایت ہے اور عمدہ اعمال جو دنیا و آخرت میں نفع دیں یہ دین حق ہے۔ یہ تمام مذاہب عالم پر چھا کر رہے گا۔

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں

"میرے لئے زمین کی مشرق و مغرب لپیٹ دی گئی میری اُمت کا ملک ان تمام جگہوں تک پہنچے گا۔"

فرماتے ہیں

"تمہارے ہاتھوں پر مشرق و مغرب فتح ہوگا تمہارے سردار جہنمی ہیں، بجز ان کے جو متقی، پرہیزگار اور امانت دار

www.paksights.com

ہوں۔"

نبی آخرالزماں ﷺ فرماتے ہیں

"یہ دین تمام ایسی جگہوں پر پہنچے گا جہاں پر دن رات پہنچیں کوئی کچا پکا گھر ایسا باقی نہ رہے گا جہاں اللہ عزوجل اسلام کو نہ پہنچائے۔ عزیزوں کو عزیز کرے گا۔ اور ذلیلوں کو ذلیل کرے گا اسلام کو عزت دینے والوں کو عزت ملے گی اور کفر کو ذلت نصیب ہوگی۔"

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں نے تو یہ بات خود اپنے گھر میں بھی دیکھ لی جو مسلمان ہوا اسے خیر و برکت عزت و شرافت ملی اور جو کافر رہا اسے ذلت و نکبت نفرت و لعنت نصیب ہوئی۔ پستی اور حقارت دیکھی اور کمینہ پن کے ساتھ جزیہ دینا پڑا۔"

دلائل و براہین کے لحاظ سے تو یہ غلبہ ہر وقت حاصل ہے۔ تاہم جب مسلمانوں نے دین پر عمل کیا تو انہیں دنیوی غلبہ بھی حاصل ہوا اور اب بھی مسلمان اگر اپنے دین کے عامل بن جائیں تو ان کا غلبہ یقینی ہے۔ اس لیے کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ حزب اللہ ہی غالب و فاتح ہوگا۔ شرط یہی ہے کہ مسلمان حزب اللہ بن جائیں۔

سوال نمبر 2

(الف)

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حلال (رزق) حاصل کرنے کی فکر و کوشش کرنا فرائض کے بعد فرض ہے"

حدیث مبارکہ کا موضوع: کسب حلال

تشریح:

حدیث زیر مطالعہ میں کسب حلال کے طلب کرنے کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے کہ یہ دینی فرائض توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جو ارکان اسلام میں اور عقائد اسلام توحید، رسالت، آخرت پر ایمان اور کتب آسمانی پر ایمان اور ملائکہ اللہ کی نورانی مخلوق ہے ان پر ایمان لانے کے بعد انسان کو پہلا فرض رزق حلال کی تلاش کرنا ہے۔ ہر انسان کے لئے دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اس کا حصہ رکھا ہے اس حصہ کو وصول کرنے کا راستہ اگر حلال ہو تو وہ عبادت بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ (نجم: ۳۹) انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جو اس نے کوشش کی۔

اور اگر وہ کوشش کسب حلال کے طلب کرنے میں صرف ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے دوست کی کوشش ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود پاک ہے اور پاک کے سوا کچھ قبول نہیں کرتا، اس نے رسولوں کو بھی اسی کا حکم دیا اور مومنین کو بھی یہی حکم دیا۔

لہٰذا جو کسب حلال کی کوشش کرتا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا

اَلْكَاسِبُ حَبِيْبُ اللّٰهِ (محنت سے) کمانے والا اللہ کا دوست ہے۔

ایک اور جگہ ایسے لوگوں کو تسلی دی جو رزق حلال کی خاطر شایانِ شان کام نہیں کر پاتے انہیں تسلی دیکر فرمایا اگر تو اپنے اہل خانہ بچوں کو حلال کا نوالہ کھلانے کے لئے کسی ایسے مقام پر کھڑے ہو جو تمہارے لائق نہیں تو یہ بھی عبادت ہے۔

حضور ﷺ نے ایک اور جگہ فرمایا۔

جس نے پاک کمائی پر گزارہ کیا میری سنت پر عمل کیا اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھا تو یہ شخص جنتی ہے۔ بہشت میں داخل ہوگا۔ (ترمذی)

ایک مرتبہ حضرت علیؓ ایک جگہ سے گزر رہے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ مسجد کے سامنے گھوڑے سے اترے اور ایک خستہ حال بدو کو دیکھا اسے گھوڑے کی لگام پکڑا کر گئے کہ اسے تھامے رکھو میں نماز پڑھ کر آتا ہوں۔ راستے میں سوچنے لگے کہ واپس آ کر اس بدو کی کچھ مدد کرتا ہوں جب نماز سے فارغ ہو کر آئے تو دیکھا وہ بدو گھوڑے کی زین اتار کر لیجا چکا تھا۔ آپؓ اس کے پیچھے بازار گئے اور وہی زین جو اس نے دو درہم میں فروخت کی تھی آپؓ نے دوبارہ خرید لی اور فرمایا۔

اس شخص کی جلد بازی نے اس کے حلال (دو درہم) کو حرام کر لیا۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر اللہ سے حلال طلب کریں۔ حلال کے لئے کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ اس کی کوشش کو ضرور کامیاب کرتے ہیں کیونکہ حدیث قدسی ہے۔

"میرا بندہ جس راہ پر چلنا چاہتا ہے اُس پر میں اُس کا مددگار بن جاتا ہوں" بندوں کو جب راہ بھی بتا دی جائے اور اللہ کا وعدہ بھی ہے کہ ہر انسان کی کوشش کا پھل ضرور ملے گا اور اللہ بندے کا اُس راہ پر مددگار رہوگا تو پھر کیونکر بندہ حلال کمانے کی راہ اختیار نہ کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو خود ہی اپنے گلے میں حرام مال کا طوق ڈالے گا۔ اور جہنم کو اپنا ٹھکانا بنائے گا۔

(ب)

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کو ان چار میں سے دیا گیا بے شک اُسے دنیا اور آخرت کی بھلائیاں عطا کی گئیں (۱) شکر کرنے والا دل اور (۲) ذکر کرنے والی زبان (۳) اور مصیبتوں اور آزمائشوں پر صبر کرنے والا بدن (۴) اور ایسی بیوی جو اپنے نفس کے متعلق گناہ اور سو بے حیائی کی خواہش نہ کرنے اور خاوند کے مال کو (ضائع کرنے کی خواہش نہ کرے)"

حدیث مبارکہ کا موضوع: دنیا و آخرت کی خیر

تشریح:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کو یہ چار نعمتیں ملی ہوں۔

(i) قلبًا شاکرًا (ii) لِسانًا ذاکرًا

(iii) بدنًا صابرًا (iv) زوجةً لا تبغیه حُوبًا فی نفسِها ومالِه

اس کو دنیا اور آخرت کی بھلائیاں مل جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ چاروں خوبیاں متقی و مومن بندوں میں پائی جاتی ہیں۔

(i) قلبًا شاکرًا سے مراد اللہ کی نعمتوں پر ہر حال میں شکر گزاری کرنا۔ دل سے اس کا احسان ماننا اور جو دل سے شکر گزار ہوتے ہیں اللہ

www.paksights.com

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ۝ — شک میرا عذاب سخت ہے۔

(ابراہیم:۷)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرَضِ وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ — دولت مندی زرومال کی کثرت سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔غنی وہ ہے جس کا دل غنی (بانیاز) ہے۔

لہٰذا ضروری ہے کہ اللہ کی نعمتوں کو مزید حاصل کرنے کے لئے اور عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کے لئے شکرگزار دل ہو اور غنی النفس ہو ضروری ہے۔

(ii) لِسَانًا ذَاکِرًا سے مراد انسان کی زبان دنیا کی باتوں اور لایعنی گفتگو کے بجائے ہر وقت ذکر الٰہی سے تر رہے تو یقیناً وہ زبان کی تمام آفتوں سے محفوظ رہے گا کیونکہ اگر زبان ذکر الٰہی میں مشغول نہ ہوگی تو اس زبان سے انسان چغلی، غیبت، تہمت، جھوٹ، گالی گلوچ تمام رزائل اخلاق سرانجام دے گا۔ان سب سے بچنے کا طریقہ ذکر الٰہی میں زبان کا تر رہنا ہے۔اس سے نہ صرف برائیوں سے بچے بلکہ اللہ کے قرب کو بھی پالے گا۔

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ (البقرہ:۱۵۲) — مجھے یاد کرتے رہو میں بھی تمہیں یاد کرتا رہوں گا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"آدم کے بیٹے کا کوئی عمل اللہ کی یاد سے بڑھ کر نہیں جو اس کو اللہ کے عذاب سے بچائے۔"

(iii) بَدَنًا صَابِرًا کو خیر اس لئے کہا گیا کہ اسلام کی ایک اہم بنیادی تعلیم صبر ہے۔عربی زبان اور قرآن وحدیث میں مردانگی اور اولوالعزمی کا نام صبر ہے۔

قرآن مجید میں حضرت لقمان کی بیٹوں کو نصیحت بیان فرمائی گئی۔

وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (لقمان:۱۷) — اور (اللہ کی راہ میں) جو مصیبتیں تم پر آئیں صبر کرو یقیناً یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

جو لوگ آزمائشوں پر صبر کرتے ہیں۔اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اُن کے لئے فرماتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝ — یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔مومن کا معاملہ عجیب ہے اُس کا ہر رویہ اس کے لئے موجب خیر وفلاح ہے اُسے نعمت ملتی ہے تو شکر کرتا ہے اس کے لئے موجب خیر ہوتا ہے۔مصیبت پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور یہ اس کے لئے موجب خیر ہوتا ہے۔

www.paksights.com

اللہ تعالیٰ اس خیر کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

صبر کے نتیجہ میں اللہ کا ساتھ اُس کی رحمتیں اور برکتیں مل گئیں تو اُسے یقیناً دنیا و آخرت کی خیر عطا ہوگی۔

(۴) زَوْجَةً لَا تَبْغِيهِ حُوبًا فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ اور جس شخص کو ایسی بیوی ملی جو اپنے نفس سے بے حیائی اور گناہ کا ارتکاب نہیں کرتی اور اپنے خاوند کے مال کو ضائع نہیں کرتی تو ایسے شخص کو دنیا و آخرت کی خیر عطا ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نیک بیوی اپنی نشانیوں میں سے ایک نعمت و نشانی فرمائی۔

فرمان الٰہی ہے کہ

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً (الروم: ۲۱)

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان سے آرام پاؤ اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کردی۔

نبی کریم ﷺ کے فرمودات سے بھی صالح عورت کو بہتر متاع قرار دیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

الدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ

دنیا ساری کی ساری فائدہ اٹھانے کا سامان ہے۔ اور دنیا کی بہترین متاع نیک کردار خاتون ہے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

میں تم کو وہ بہترین دولت بتاؤں جو اس کی مستحق ہے کہ اس کو حاصل کیا جائے اور قدر کے ساتھ رکھا جائے۔

الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ وَإِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ

وہ نیک خصلت اور صالحہ رفیقہ حیات ہے۔ جس کو آدمی دیکھے تو رُوح اور دل خوش ہو اور جب کوئی کام کہے تو وہ اطاعت کرے اور جب شوہر کہیں باہر جائے تو اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر بار اور ہر امانت کی حفاظت کرے۔

یہ حقیقت ہے کہ انسان خواہ کتنا ہی متقی اور پارسا کیوں نہ ہو اگر اس کی بیوی نیک سیرت نہیں ہے تو وہ کبھی بھی اس دنیا میں سکون و اطمینان سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔ نیک اور صالحہ بیوی وہ ہوگی جو دیندار ہوگی۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے بیوی کے انتخاب میں ہدایت فرمائی۔

عورت سے نکاح چار چیزوں کو دیکھ کر کیا جاتا ہے۔

(۱) مال (۲) حسن و جمال (۳) خاندانی شرف (۴) دین

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "دین والی کو اختیار کرو"

(ج)

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھا' جو اللہ کو رب مان کر راضی ہوا اور اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو اپنا رسول (مان کر راضی ہوا)"

www.paksights.com

حدیث مبارکہ کا موضوع: حلاوتِ ایمانی

تشریح: حدیث بالا میں ایمان کے مزے اور حلاوت کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی دولت اور نعمت ہے۔ یہ صرف اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کو اپنا سچا رب مان لیا ہو اور اسلام کو ہی نجات کا راستہ مان کر اس پر راضی ہو گیا ہو اور جناب رسول اللہ ﷺ کے نبی برحق ہونے کا اقرار کر کے آپ ﷺ کو مرشد برحق مان لے اور ان سب باتوں پر تادمِ آخر راضی رہے۔ جس شخص نے ان تینوں باتوں پر راضی رہنا سیکھ لیا تو اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ نے کہا مزہ چکھنے سے یہ مراد ہے کہ "اس کا ایمان صحیح ہوگا اور اس کے دل کو اطمینان ہوگا۔"

امام نووی کے نزدیک راضی ہونے سے مراد "قناعت کرنا اور کافی جاننا اور کچھ نہ چاہنا"

انسان جب اللہ کو اپنا رب مان لے اور کہہ دے کہ:

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ (آل عمران ۶۲) اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

تو پھر خدا کی خدائی پر راضی ہونے کی یہ نشانی ہے کہ اس کی قضا اور قدر پر راضی رہے۔ رنج تکلیف اور مصیبت میں اس کا گلہ شکوہ نہ کرے بلکہ کہے:

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ (النساء: ۷۸) کہہ دو سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ (مسلم) اے بندے تو کہہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر ثابت قدم رہ۔

اللہ پر ایمان لانے کے بعد بندہ جب راضی برضا رہتا ہے تو وہ جنتی ہوتا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ یقین کے ساتھ جانتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو وہ جنت میں جائے گا۔

اللہ کے ہاں ایک ہی دین، دین اسلام ہے۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران: ۱۹) اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

جب کوئی شخص دین اسلام قبول کر کے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مان لیتا ہے تو دین اسلام پر راضی ہونے کی علامت یہ ہے کہ اسلام کے احکام پر مضبوط ہو جائے اور کفر کی رسومات کے قریب نہ پھٹکے۔ اسلام کا حسن اس کی زندگی میں آ جائے یعنی اس کا قلب و باطن نورِ اسلام سے منور ہو جائے۔ زندگی کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری سے مزین اور آراستہ ہو جائے تو اسلام پر راضی ہونے کی یہ عملی صورت ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

"جب بندہ اسلام قبول کر لیتا ہے اور اس کا اسلام اچھا ہوتا ہے تو جو برائیاں اس نے پہلے کی ہوتی ہیں اللہ اسلام کی برکت سے ان سب کو معاف کر دیتا ہے۔ اور اس کے بعد اس کی نیکیوں اور بدیوں کا حساب یہ رہتا

Islamiyat Solved Paper2010
www.paksights.com

ہے کہ ایک نیکی پر دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ثواب دیا جاتا ہے اور برائی کرنے پر وہ اسی ایک برائی کی سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی درگزر فرمائے اور معاف ہی فرما دے۔"

(بخاری)

(3) حضرت محمد ﷺ کی پیغمبری پر راضی ہونے کی پہچان یہ ہے کہ بندہ بعثت محمد ﷺ کو احسان ربانی جان کر اس بات کا اقرار کرے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (ال عمران:164)

بے شک اللہ کا مومنین پر بڑا احسان ہے کہ ان میں انہی میں سے رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

اس اقرار کے بعد چاہیے کہ بندہ حضرت محمد ﷺ کی سنت کی پیروی کرے اور بدعت سے عداوت رکھے' کیونکہ آپ ﷺ نے خود فرمایا ہے:

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (ترمذی)

ہر بدعت گمراہی ہے۔

پھر جو شخص اس انداز سے زندگی گزارے گا وہی ایمان کا مزہ حاصل کر سکے گا۔ اس کے علاوہ کوئی شخص اس کی حلاوت کو نہیں پا سکتا۔

حضور ﷺ نے ایک اور انداز میں حلاوت ایمانی کا ذکر کیا ہے کہ:

"ایمان کی حلاوت اسی کو نصیب ہوگی جس میں تین باتیں پائی جائیں گی۔ ایک یہ کہ اللہ اور رسول کی محبت اس کے دل میں باقی سب باتوں سے زیادہ ہو۔ دوسرے یہ کہ جس آدمی سے بھی اس کو محبت ہو صرف اللہ ہی کے لئے ہو۔ تیسرے یہ کہ ایمان کے بعد کفر کی طرف پلٹنے سے اس کو اتنی نفرت اور ایسی اذیت ہو جیسی آگ میں ڈالے جانے سے ہوتی ہے۔"

المختصر یہ کہ جس طرح لذیذ اور ذائقہ دار مادی غذاؤں میں ایک لذت ہوتی ہے جس کے فرق کو وہی شخص محسوس کر سکتا ہے جس کی قوت ذائقہ کسی بیماری کی وجہ سے ماؤف اور خراب نہ ہوئی ہو۔ اسی طرح ایمان میں ایک خاص لذت اور حلاوت ہے لیکن وہ ان ہی خوش قسمت لوگوں کو حاصل ہو سکتی ہے جنہوں نے پوری خوش دلی اور رضائے قلبی کے ساتھ اللہ کو اپنا مالک اور پروردگار' حضرت محمد ﷺ کو رسول اللہ اور اسلام کو اپنا دین اور دستور زندگی بنا لیا ہو۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اس کا تعلق محض رسمی اور موروثی یا محض عقلی اور دماغی نہ ہو بلکہ ان کے ساتھ دلی گرویدگی ہو اس کو اس حدیث میں "رضا" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کو یہ نصیب نہیں یقیناً ایمانی لذت و حلاوت میں بھی اس کا کوئی حصہ نہیں اور اس کا ایمان کامل نہیں۔

www.paksights.com

(i) (a) اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا۔

(b) مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ۔

(ii

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ۔

"سچا اور ایماندار تاجر (آخرت میں) نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔"

(ii اللہ تعالیٰ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، کتابوں پر ایمان، رسولوں پر ایمان، تقدیر پر ایمان، قیامت پر ایمان، موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان۔

(iv اطاعت اور فرمانبرداری کے۔

(2.5 فیصد۔

(v

...مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَیَّ وَاَقْرَبِكُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا يَوْمَ ...مَةِ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا

تم دوستوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں اور قیامت کے دن ان ہی کی نشست بھی میرے زیادہ قریب ہوگی جن کے اخلاق تم میں زیادہ بہترین ہوں گے۔

(vi

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا ...خْسِرُوا الْمِيْزَانَ (الرحمٰن:۹)

اور تول کو انصاف کے ساتھ قائم کرو اور تول میں گھاٹا نہ ڈالا کرو (ڈنڈی نہ مارا کرو)

(vi حج خانہ کعبہ کی مرکزیت کا احساس بھی پیدا کرتا ہے اور حج کے دوران جو بازار اور میلے لگتے ہیں وہ لوگوں کیلئے اقتصادی فوائد کا باعث بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا گیا حج انسان کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

سوال نمبر 4

(a) اسلام میں سچائی کی اہمیت وافادیت

راست گوئی اور راست بازی دین کی ایک اور اہم اور بنیادی تعلیم ہے۔ آدمی ہر حال میں سچ بولے، وہ راست رو اور راست باز ہو، اس کا ...رو باطن یکساں ہو، ایمان کا سچا، کردار کا سچا، گفتار کا سچا، سراپا راستی وصداقت۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا یہی حکم ہے۔

"راست گوئی اختیار کرو۔ کیونکہ راست گوئی نیکی وحق شناسی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی وحق شناسی جنت تک

www.paksights.com

پہنچاتی ہے۔ اور انسان ہمیشہ سچ بولتا اور سچائی کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ خدا کے یہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے دور بھاگو۔ کیونکہ جھوٹ خدا کی نافرمانی کی طرف لے جاتا ہے اور خدا کی نافرمانی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔ اور آدمی جھوٹ بولتا اور جھوٹ کے درپے رہتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے یہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسم بھی جھوٹ ہی کی ایک قسم ہے اور یہ بدترین قسم ہے حدیث میں ہے۔

اَلْکَبَائِرُ اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ شَھَادَۃُ الزُّوْرِ۔

"سب سے بڑے گناہ یہ ہیں:۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔ والدین کی حق تلفی و نافرمانی۔ کسی شخص کو (ناحق) قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ ایک روایت ہے، جھوٹی گواہی دینا"

قرآن مجید نے سچائی کو اہل ایمان کی بنیادی صفات میں شمار کیا ہے:

اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ (ال عمران: ۱۷)

"(اہل ایمان) صبر کرنے والے، سچ بولنے والے، اطاعت کرنیوالے، (راہ خدا میں) خرچ کرنے والے اور سحر کے وقت توبہ و استغفار کرنے والے ہوتے ہیں۔"

یہی نہیں، قرآن مجید نے راست بازی کو عین دین قرار دیا ہے۔ کیونکہ دین اس کے سوا کچھ نہیں کہ انسان سر تا پا اللہ کا سچا بندہ ہو۔

(b) اقامت دین کی جدوجہد کا نبوی طریقہ

اقامت دین میں نبی کریم ﷺ کی کوششوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) مکی زندگی ...... تقریباً تیرہ سال (۲) مدنی زندگی ...... دس سال

اقامت دین اور مکی زندگی .... تین مراحل پر مشتمل

(۱) پس پردہ دعوت کا مرحلہ ...... تین برس

(۲) اہل مکہ میں کھلم کھلا دعوت و تبلیغ کا مرحلہ ...... چوتھے سال نبوت کے آغاز سے دسویں سال کے اواخر تک

(۳) مکہ کے باہر اسلام کی دعوت کی مقبولیت اور پھیلاؤ کا مرحلہ ...... دسویں سال نبوت کے اواخر سے ہجرت مدینہ تک۔

☆ اقامت دین کا پہلا مرحلہ ...... ۱ نبوی تا ۳ نبوی تک:

مکی دور کی اساس فرد کی اصلاح تھی۔ انفرادی طور پر بنیادوں کو مضبوط کرنا مقصود تھا۔ اسی لئے قرآن پاک کی مکی سورتوں میں پیغام بھی ہر ...اس طرح ہے۔

Islamiyat Solved Paper 2010
www.paksights.com

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ (البقرہ:۲۱)

حضور ﷺ کا فرمان بھی انسان کے عقیدے کی اصلاح کے ساتھ اس پر عمل پیہم کی کوششیں اور عمل پر استقامت تھیں آپ ﷺ نے فرمایا۔

قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ (مسلم)

کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر جم جا۔

مسلسل تین سال تک پس پردہ دین کا پیغام پہنچانے کا کام کرتے رہے اور حضرت خدیجہؓ جیسی رفیقہ حیات، حضرت ابوبکر صدیقؓ جیسا دوست، حضرت علیؓ جیسا محبت کرنے والا بھائی (چچازاد) حضرت زید بن حارثؓ جیسا جانثار غلام حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

☆ اقامت دین کا دوسرا مرحلہ ۴ نبوی تا ۱۰ نبوی تک:

تین سال بعد اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا۔

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ○ (الشعراء:۲۱۴)

اور آپ ﷺ اپنے نزدیک ترین قرابتداروں کو (عذاب الٰہی) سے ڈرایئے۔

یہاں سے اقامت دین کی ان کوششوں کا آغاز ہوا جس کے بعد حضور ﷺ کو تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ مختلف القابات سے نوازے گئے۔ شعب ابی طالب میں محصور کیے گئے۔ لیکن مسلسل اپنے منہاج پر قائم رہے۔ حضرت ابوطالبؓ نے ایک مرتبہ آپ ﷺ کو سمجھانا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

میرے ایک ہاتھ پر سورج رکھ دو اور دوسرے پر چاند تو میں اپنی روش سے باز نہ آؤں گا۔ (محسن انسانیت از نعیم صدیقی)

اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو اقامت دین کی کٹھن راہ پر تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اُنْظُرْ کَیْفَ ضَرَبُوْا لَکَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ○ (الفرقان:۹)

دیکھو یہ تمہارے لئے کیسی تشبیہیں گھڑتے ہیں۔ اپنے آپ کو گمراہی میں ڈالنے کے بعد اب کوئی راہ نہیں پاتے۔

نبوت کے دسویں سال تک اسی طرح سے مصائب و مشکلات کا سامنا کرتے اقامت دین کا فریضہ پورا کرتے رہے۔

اقامت دین کا تیسرا مرحلہ ۱۱ نبوی تا ۱۳ نبوی تک:

مکہ کے باہر اسلام کی دعوت کی مقبولیت و پھیلاؤ۔

اقامت دین کی راہ میں جوں جوں رکاوٹیں ڈالی گئیں توں توں دین پھیلتا چلا گیا۔ جب جب حضور ﷺ کو دیوانہ، شاعر، مجنوں کہہ کر لوگوں کو منع کیا گیا کہ اس سے نہ ملنا وہ ملنے والے پر جادو کر دیتا ہے۔ تب تب لوگ آپ ﷺ سے ملنے آتے اور حلقہ بگوش اسلام ہوتے چلے گئے۔
اس طرح سے نبوت کے دسویں سال جب حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابوطالبؓ آپ ﷺ کے دو بڑے محبت کے رشتے دنیا سے رخصت ہو گئے تب آپ ﷺ نے مکہ کے باہر میلوں میں بازاروں میں قریب قریب مکہ کی آبادیوں کو دین کی دعوت دینا شروع کر دی۔ مکی زندگی میں نازل

www.paksights.com

ہونے والے دین کے احکامات انفرادی طور پر انسان کی اصلاح احوال کے سوا کچھ نہ تھے۔

(ا) توحید (۲) رسالت (۳) شرک قرآن کریم کا بنیادی موضوع تھا۔

اقامت دین کی 13 سالہ کوششوں میں عقائد کی اصلاح مقصود تھی اگر بنیاد مضبوط ہو تو عمارت شاندار تعمیر ہوتی ہے ورنہ ذرا سا تیز ہوا کا جھونکا اسے گرا دیتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ (اخلاص) — کہو وہ اللہ ایک ہے۔

لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا — تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

حضور ﷺ نے مکی زندگی میں اقامت دین کے لئے جن مشکلات کا سامنا کیا۔ اُس نے تمام مسلمانوں کے حوصلے بلند اور ایمان مضبوط کئے۔ اللہ کے نبی نے اپنے فریضہ اقامت دین میں اللہ کے بھیجے ہوئے علم کو عملی جامہ پہنچانے میں کسی لمحہ لرزش کا مظاہرہ نہ کیا۔

بعد از ہجرتِ رسول ﷺ

اقامت دین کا دوسرا حصہ:

حضور ﷺ اقامت دین کا فریضہ مسلسل سرانجام دیتے رہے یہاں تک کہ کفارِ مکہ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی فریضہ اقامت دین کی ادائیگی کے لئے اپنی زمین وسیع کر دی اور ہجرت مدینہ کا حکم دے دیا۔ اور فرمایا۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ (التحریم:۴)

اللہ آپ ﷺ کا مولیٰ ہے اور جبرئیل علیہ السلام اور صالح مومنین بھی اور اس کے بعد فرشتے آپ ﷺ کے مددگار ہیں۔

☆ مدینہ میں اقامت دین کی نوعیت و کوششیں:

(i) معاشرتی اور اجتماعی نوعیت کی کوششیں کی گئیں۔

(ii) اسلامی ریاست کو مضبوط بنیادوں پر قائم کیا گیا۔

(iii) سیاسی، معاشرتی، معاشی اور اخلاقی قوانین مرتب کئے گئے اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی تربیت دی گئی۔

(iv) جہاد کی فضیلت اور اہمیت اور صحیح تصور جہاد کو اجاگر کیا گیا۔

(v) صلح کے وفود مختلف علاقوں میں بھیجے گئے اور حلقہ بگوش اسلام کیا۔

(vi) خطوط مختلف والیان کو لکھے اور ریاست میں دین قائم کرنے کا حکم دیا گیا۔

(vii) صلح حدیبیہ کا واقعہ اقامت دین کی ایک کامیاب کوشش تھی۔

☆ صلح نامہ حدیبیہ میں نبی کریم ﷺ کا انداز بے نیازی اور کفار کے ساتھ یہ شق رکھنا کہ جو ہمارا مسلمان تم سے بھاگ کر ہمارے پاس آیا

www.paksights.com

اُسے ہم واپس کر دیں گے۔ کیسی کاری ضرب ثابت ہوئی۔ ابو جندلؓ نے کفار کی قید میں جا کر سارے جیل خانے کے قیدی مسلمان بنا دیئے۔ بظاہر کفار خوش تھے کہ حضور ﷺ نے گھاٹے کا سودا کیا ہے۔ مگر نتائج اُلٹ ثابت ہوئے۔

☆ صلح نامہ حدیبیہ کا معاہدہ جو توڑے گا دوسرا فریق حملہ کر دے گا اس شق کی خلاف ورزی کفار نے کی اور کفار نے معاہدہ توڑنے میں بھی پہل کی۔ اور مسلمانوں نے مکہ پر حملہ کر کے مکہ فتح کر لیا۔ اور ہر طرف دین الٰہی کے تکبیر اللہ اکبر بلند ہوگئی۔

فریضہ اقامت دین اور اس دعوت کی کامیابی پر ''صفی الرحمن مبارکپوریؒ'' لکھتے ہیں۔

اس فریضہ کی ادائیگی میں آپ ﷺ کو کوئی ایک معاملہ دوسرے معاملے سے غافل نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ اسلامی دعوت اتنے بڑے پیمانے پر کامیاب ہوئی کہ عقلیں حیران رہ گئیں۔ سارا جزیرۃ العرب آپ کے تابع فرمان ہو گیا۔ اس کے اُفق سے جاہلیت کے غبار چھٹ گئے۔ بیمار عقلیں تندرست ہو گئیں۔ یہاں تک کہ بتوں کو چھوڑ بلکہ توڑ دیا گیا توحید کی آوازوں سے فضا گونجنے لگی ایمان جدید سے حیات پائے ہوئے صحرا کا شبستان وجود آذانوں سے لرزنے لگا، اور اس کی پہنائیوں کو اللہ اکبر کی صدائیں چیرنے لگیں قراء قرآن مجید کی آیتیں تلاوت کرتے اور اللہ کے احکام قائم کرتے ہوئے شمال وجنوب میں پھیل گئے۔ انسان بندوں کی بندگی سے نکل کر اللہ کی بندگی میں داخل ہو گیا۔ بھائی بھائی بن گیا۔ ایک دوسرے سے محبت کرنے لگا۔ اللہ کے احکام بجالانے لگا۔ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہ رہی۔ سارے لوگ آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے بنے تھے۔ بالفاظ دیگر زمانے کی رفتار بدل گئی۔ روئے زمین متغیر ہو گیا۔ تاریخ کا دھارا مڑ گیا اور سوچنے کے انداز بدل گئے۔ (الرحیق المختوم)

جاہلیت کا دور علم کی روشنیوں اور معرفتوں سے جگمگانے لگا اس کی وجہ صرف اقامت دین میں نبوی منہاج تھا۔ اگر آپ ﷺ سخت دل تند خو ہوتے اور حالات کے سامنے سُست پڑ جاتے تو جو مقاصد صرف 23 سال کے عرصہ میں حاصل ہوئے کئی سو سالوں میں حاصل نہ ہو پائے۔

(c) اخوت واتحاد امت

اخوت کا مفہوم:

اَخٌ سے مراد بھائی ہے اور اخوت کے معنی بھائی چارے کے ہیں۔ مسلمانوں کو اجتماعیت کا درس واخوت واتحاد سے دیا گیا ہے۔

اتحاد اُمت کا مفہوم:

اُمت کا لفظ اُن لوگوں کی جماعت کے لئے بولا جاتا ہے جن کے پاس اللہ کا رسول پیغام لیکر آیا ہو اور اُس پیغام پر عمل پیرا ہونے کے باعث وہ سب متحد ہو کر ایک راہ پر چلیں تو اُسے اتحاد اُمت کہا جائے گا۔ قرآن پاک میں فرمان الٰہی ہے۔

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ — اور ہر قوم کے لئے ایک رہبر ہے۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ — اور ہر اُمت کے لئے ایک رسول ہے۔

مسلمانوں کے لیے قوم کا لفظ قرآن وحدیث میں کہیں پر استعمال نہیں ہوا قرآن میں ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ (ال عمران) — اور تم بہترین جماعت ہو۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ (ال عمران) — اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔

اسلام کے ماننے والوں میں نسل، رنگ، زبان اور وطن وغیرہ کے فطری اختلافات کو صرف اس حد تک تسلیم کیا جاتا ہے کہ وہ باہمی تعارف اور پہچان کا ذریعہ ہیں۔ یہی بات قرآن پاک میں بیان فرمائی۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا (الحجرات:۱۳)

اے لوگوں! ہم نے بلاشبہ تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہارے گروہ اور قبیلے بنا دیئے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔

اُمت مسلمہ میں اتحاد و یکجہتی کے لئے انہیں رشتہ اخوت میں پرو دیا۔

قرآن اور اخوت و اتحاد اُمت:

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل عرب ایک دوسرے کے دشمن اور جان لیوا تھے۔ ہمیشہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلے سے برسرپیکار رہتا۔ حضور ﷺ اُمت مسلمہ کے لئے جو ہدایت نامہ لے کر آئے اُس نے انہیں شیر و شکر کر دیا۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا

اور تم اپنے اوپر اللہ کے احسان کو یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا پھر تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔

(ال عمران ۱۰۳)

صدیوں کے دشمن محبت اور الفت کا سبق پڑھنے لگے یہ سراسر رحمت خداوندی کا نتیجہ تھا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

"اگر آپ زمین کی ساری دولت خرچ کر دیتے تو بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے تھے اللہ نے ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دی بے شک وہ غالب حکمت والا ہے"۔ (الانفال:۶۳)

قرآن پاک میں ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ (الحجرات)

سب مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

محبت و اخوت کے اس رشتہ کو قائم رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اصول دیئے فرمایا۔

وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ

اور تم آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا (قدم) اکھڑ جائیں گے۔

(انفال:۴۶)

فرمودات رسول ﷺ اور اخوت و اتحاد اُمت:

خطبہ حجۃ الوداع میں لوگوں کو یہی تلقین و تاکید فرمائی۔

www.paksights.com

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوْا قَوْلِيْ وَاعْقِلُوْهُ تَعْلَمُنَّ اَنَّ كُلَّ مُسْلِمٍ اَخٌ لِّلْمُسْلِمِ وَاَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ اِخْوَةٌ

اے لوگو! میری بات سنو اور سمجھو اچھی طرح جان لو بلاشک ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور بے شک تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔

(جامع ترمذی)

مسلمانوں کو کہیں "ایک عمارت کی مانند ہیں" فرمایا تو کہیں "ایک جسم کی مانند ہیں" کہہ کر رشتہ اخوت واتحاد میں پرو دیا۔

ایک جگہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

"جو شخص اپنی جماعت (اُمت) سے بالشت بھر بھی جدا ہوا اور اسی حالت میں مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا (یعنی کافروں کی موت)"

حضرت واثلہ بن اسقع بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِاَخِيْكَ فَيَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيْكَ

اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کر۔ ورنہ خدا اس پر رحم فرمائے اور تجھے مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔

حضرت ابوالدرداؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا

"کہ جس نے اپنے بھائی کی عزت کو تنگی سے روکا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کے منہ سے آگ کو روکے گا۔"

(ترمذی)

اسلام کے آنے سے پہلے نبی ﷺ کا پیغام لے کر آیا اور وحدانیت کا درس دیتا رہا۔ اسلام عالمگیر مذہب ہونے کی حیثیت سے غیر مسلموں کو بھی خدا واحد پر ایمان لانے کی وجہ سے اُمت محمدیہ ﷺ کے ساتھ ربط اور تعلق جوڑتے ہوئے محبت کا درس دیتا ہے اور مسلمانوں کو ہدایت کرتا ہے کہ غیر مسلموں سے بھی توحید کی بنیاد پر یکجا ہونے کے باعث حسن سلوک سے پیش آؤ اور وہ ایک کلمہ توحید جو تمہارے اور اُن کے درمیان برابر ہے اُس کی وجہ سے نہ انہیں بُرا بھلا کہو نہ گالی گلوچ کرو۔ تو پھر اسلام مسلمانوں کو آپس میں کیونکر تفرقہ، منافرت، انتشار اور دشمنی کی اجازت دے سکتا ہے۔ اسلام واحد مذہب ہے جو اپنے پیروکاروں کو خواہ وہ دنیا کے کسی خطہ میں ہوں اتحاد میں پروتا ہے۔

اسلام کا تمام نظام عبادات اتحاد و یکجہتی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

نماز:

ایک امام کے پیچھے محمود و ایاز سب کندھے سے کندھا ملا کر امیر غریب چھوٹے بڑے گورے کالے کی تفریق سے بالاتر ہو کر ایک ہی وقت میں خدا کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

روزہ:

ہر سال ماہ رمضان میں مالدار اور غریب دونوں اللہ کی رضا کے لئے برابر کھانا پینا بند کر دیتے ہیں سحر سے افطار تک برابر بھوک پیاس کی شدت کو محسوس کرتے ہیں۔

www.paksights.com

زکوۃ:

ہر صاحب نصاب کو ایک ہی شرح سے محروم رہ جانے والوں کو زکوۃ دینے کا حکم ہے۔ امیر کے ساتھ کوئی رعایت نہیں اور غریب کو جبر
ظلم کے ساتھ کچھ زیادہ دینے کا حکم نہیں۔ بلکہ سب کو حکم دیا کہ جتنا سونا چاندی ہے ساڑھے سات تولہ سونا اور باون تولہ چاندی پر اڑھائی فیصد اللہ
راہ میں سونے چاندی سے نکال کر ایسے لوگوں کو دے دو جو غریب ہیں اور صاحب نصاب نہیں یا مقروض ہیں۔

حج:

ذوالحج کے مہینے کی نویں اور دسویں تاریخ کو ایک عام انسان بھی اور فیکٹریوں اور ملوں کا مالک بھی برابر مناسک ادا کرتا ہے اور حج کے
مناسک مکمل ادا کرتا ہے ایسا نہیں کہ جو امیر ہے وہ صفا اور مروہ میں سات کے بجائے پانچ چکر لگائے۔ یہ ہے وہ اخوت و اتحاد امت کا نظ
جو مساوات قائم کرتا اور اتحاد کی عملی صورتیں پیش کرتا ہے۔